OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 1 (January-March 2022)

ضلع بنوں میں خواتین کے حقِ وراثت سے محرومی کے عوامل کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the Factors of women's disinheritance in Bannu District

Fatima

Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Science and technology, Bannu

Dr. Muhammad Fakhar ud din

Lecturer, Department of Islamic Studies and research, UST, Bannu

Abstract

In the age of Jahiliyyah, the women were deprived of all their rights and were considered as a go head over heels thing in the society, but when Islam appeared, it not only gave women a high position but also gave them all the rights like men. Like a man, a woman was also given the right of ownership, the right of acquisition, economic and financial rights, and among these economic and financial rights, she gave the right of inheritance, in such a way that the share of the man was determined by making the woman's share the basis. It is a privilege that no other religion has given except Islam. Considering Islamic teachings and Pakistani laws and constitution; we have researched the society of Bannu district (which is a Pashtun society). And came to the results that, the practical situation of our society is also sad and based on oppression. Very cruel factors and pretexts are used to deprive the women. As a Muslim nation, we have turned our backs on this precious and privileged legal right of Islam, which Allah Almighty has declared as Hududullah.

Keywords: Women's. disinheritance, bannu, data, Khyber Pakhtunkhaw

CC BY

تمہید

عصر حاضر میں نہ صرف خواتین بلکہ انسانی معاشرہ بحیثیت مجموعی ان گنت مسائل سے دوچار ہے۔اس دنیا کی زندگی جو کہ درحقیقت ایک نعمت عظمیٰ ہے ایک انتہائی اذیت ناک عذاب بن چکی ہے۔عالم انسانیت دنیا بھر میں حیوانیت کی ڈگر پر چل پڑی ہے۔اس بدترین قعرِ مذلت میں گرنے کا بنیادی اور اصل سبب تو انسانیت اپنے رب خالق و مالک، مدبر کے احکامات اور بندگی سے انحراف اور روگردانی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان حالات میں صنفِ نازک کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جارہا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔ حقوقِ نسواں کے پُر فریب نعروں، دل فریب انجمنوں کی صورت میں خواتین کے حقوق پر طرح طرح کا ڈاکہ ڈالا جاتا ہے، اور انھیں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ جن کی شکار خود یورپ اور مغربی ممالک کی خواتین ہی نہیں بلکہ عالم اسلام بھی ان کی زد سے نہ بچ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جنس جب تخلیق کیا تو اپنی حکمت بالغہ سے اس جنس کو دو انواع یعنی مرد و زن اور پھر ان انواع کے الگ الگ کردار و دائرہ کار بھی بنایا ہے۔ ایک بہترین اسلامی معاشرے کی بنیادی ضرورت یہی انسان ہی ہے اور یہ اسی صورت ممکن ہوتا ہے جب مرد و عورت دونوں کے حقوق کی ادائیگی احسن طریقے سے ہو اور کسی ایک کی بھی حق تلفی نہ ہو۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کے ساتھ ساتھ عورت کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورت اپنے سارے حقوق سے محروم ہوتی اور عورت کو معاشرے میں گری پڑی چیز سمجھی جاتی تھی لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو اسلام نے نہ صرف خواتین کو وارفع و اعلیٰ مقام دیا بلکہ مرد کی طرح تمام حقوق سے نوازا۔ اسلام نے مرد کی طرح عورت کو بھی حق مالکیت، اکتساب کا حق، اقتصادی و مالی حقوق عطا کی اور ان اقتصادی و مالی حقوق میں ایک حق یعنی حق وراثت ایسا دیا کہ عورت کے حصے کو بنیاد بنا کر مرد کا حصہ متعین کیا ہے اور یہ ایسا امتیازی حق ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب نے نہیں دیا ہے تاکہ عورت کی زندگی خوشگوار ہو اور کسی مرد کے دباؤ میں نہ ہو۔ اسلامی شریعت میں عورت کو صرف حق وراثت نہیں بلکہ اس میں مکمل تصرف کا حق بھی دیا ہے اور عورت کو مختلف طریقوں سے مالی لحاظ سے مضبوط و مستحکم کیا ہے تاکہ وہ خود کفیل ہو زمانہ جاہلیت کی طرح اذیت اور ظلم وزیادتی کے چنگل سے آزاد ہو۔ اس لیے وراثت میں مرد کے ساتھ عورت کو بھی میراث کا حصہ دار ٹھرائی ہے۔ اسی طرح اسلام نے کئی حالتوں میں محتاجی و ضرورت کے پیشِ نظر حصص میں بعض کے حصوں میں کمی وزیادتی ہے جو سراسر حکمت و انصاب پر مبنی ہے ۔لہٰذا عورت کا حصہ مرد کے مقابلے میں نصف رکھا ہے کیونکہ عورت کی بنسبت مرد کی مالی و معاشی ضروریات زیادہ ہیں، اور عورت پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمزوروں کی پرورش اور معاشی ضرورت کے تقاضوں کی بناء پر اور معاشرے کی امن و سلامتی اور خوش حالی کو برقرار رکھنے کے لئے اور عورت کو عزت و شرف کا مقام دینے کے پیش نظر میراث میں مرد کے ساتھ عورت کو بھی حق دار قرار کیا ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ. وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔[1]" جو مال ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اُس مال میں مردوں کے لیے حصہ ہے اور اس مال میں سے عورتوں کا بھی حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ قلیل ہو یا کثیر، اور یہ حصہ مقرر ہے (اللہ کی طرف سے)۔اس آیت کی تشریح میں مفتی شفیعؒ نے "اقربون" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس سے یہ واضح ہوا ہے کہ مرد کی وراثت جس طرح قائم ہے اسی طرح عورتوں اور بچوں کی وراثت بھی وارثت قائم ہے اور ان کی وراثت کا حق سلب نہیں کیا جا سکتا۔[2] اسی طرح حدیثِ نبوی ﷺ میں عورت کی وراثتی حقوق کی وضاحت یوں بیان ہوئی ہے کہ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتْ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ

وَالرُّبُعَ [3]" عطاء ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے اولاد کے لیے مال اور والدین کے لیے وصیت تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر کے اس سے بہتر حکم دیا، چنانچہ مردوں کو عورتوں کا دو حصوں کے برابر حصہ قرار دیا اور والدین میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا اور بیوی کے لیے (اگر اولاد ہو) آٹھواں حصہ اور (اولاد نہ ہو) تو چوتھا حصہ مقرر کیا اور شوہر کے لیے (اگر اولاد نہ ہو) نصف اور (اگر اولاد ہو) تو چوتھا حصہ مقرر کیا۔"

خواتین کی حقِ وراثت پر قانونی وعدالتی نظائر

تقسیم وراثت کے متعلق پاکستانی آئین و قانون بھی عین اسلام کے مطابق ہے۔ اگر کوئی غیر وارث یعنی شرعی وارثان میں سے نہ ہو اور میراث میں دعویٰ (claim) کرے تو ایسے شخص پر عدالت میں بھاری ذمہ داری اور جرمانہ بھی عائد ہو گی اور یہ شخص مضبوط شواہد و ثبوت کے ذریعے اپنا دعویٰ ثابت کرے گا۔[4] اس طرح اگر کوئی شرعی وارث کسی دوسرے حقیقی وارث کو ہبہ (Gift) کے ذریعے میراث سے محروم کرے گا تو اس ہبہ کو بھی ثابت کرنے کے لیے بھاری اور کڑی شرائط پر عمل پیرا ہونا ہے۔[5] خواتین کو کوئی قانون، رولز، ریگولیشن رسم ورواج حق وراثت سے محروم نہیں کر سکتی اور نہ کوئی فیصلہ شدہ حکم وراثت سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔[6] پاکستانی آئین و قانون عورتوں، بچوں اور بیواؤں کو تحفظ مہیا کرتا ہے۔ ایسے خواتین جو پردہ نشین، سادہ لوح، اور ان پڑھ ہوتی ہیں ان کے معاملات میں فائدہ حاصل کرنے والوں کے لئے سخت اصول بنائے گئے ہے کہ ان اصولوں کے تحت معاملات کو ثابت کرنا ہے۔[7]

ضلع بنوں میں خواتین کے حقِ وراثت کی عملی صورت حال کا تجزیہ

مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین و آئین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے ضلع بنوں کے معاشرے (جو کہ پشتون معاشرہ ہے) کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔ ہمارے معاشرے کا بھی عملی صورت حال افسوس ناک اور ظلم پر مبنی ہے۔ عورتوں کو حق وراثت سے محروم کرنے کے لیے بہت ظالمانہ عوامل اور حیلے بہانے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان قوم ہم نے اسلام کے اس قیمتی اور امتیازی قانونی حق جس کو اللہ تعالیٰ نے حدود اللہ قرار دیا ہے پیٹھ پیچھے پھینکا ہے جس کا اصل سبب دین اسلام سے دوری اور علم و شعور کی کمی ہے۔ پاکستان کے آئین میں آرٹیکل ۲۳ کے مطابق ہر پاکستانی مرد و عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اگر شرعی وارث ہے تو وہ اپنا حصہ لے سکتا ہے اور اس کی ملک بن بھی جاتا ہے اور اس میں مکمل تصرف کا حق بھی اس کو حاصل ہوتا ہے، لیکن ضلع بنوں کے پشتون کلچر میں عورتیں ان حقوق سے رائج شدہ طریقوں اور رواج کی بدولت محروم کی گئی ہیں۔ عورتیں مردوں کی موجودگی میں غیر منقولہ جائیداد کی وراثت سے محروم کئے جاتے ہیں اور رواج کے طور پر والد بیٹیوں کو ان جائیداد کا حق نہیں دلاتے۔ خواتین کے وارثت کے حق سے محرومی کے عوامل معلوم کرنے کی بابت محققہ نے بذریعہ سوال نامہ ضلع بنوں کے مختلف یونین کونسلز کے خواتین سے معلومات اکٹھے کیے ہیں۔ ان میں ملازمت پیشہ اور گھریلو دونوں قسم کی خواتین شامل ہیں اسی طرح شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین بھی شامل ہیں جو کہ مختلف عمر کی ہے۔ جو خواتین تعلیم یافتہ تھیں انہوں نے سوال نامہ خود پُر کر کے جوابات مہیا کیے اور جو ان پڑھ تھیں ان سے بصورتِ انٹرویو معلومات حاصل کر کے سوال نامے پُر کیے ہیں۔ سوال نامہ کی صورت میں خواتین کی وراثت سے محرومی کے جو عوامل سامنے آئے، تو ان حاصل کردہ معلومات کا شماریاتی جائزہ لیا گیا اور ان کے لیے کمپیوٹر کا سافٹ ویئر SPSS استعمال کیا ہے۔

موجودہ سوال نامہ کی صورت میں جو عوامل اور اسباب معلوم ہوئے ہیں ان کے نتائج کا جائزہ لیا گیا جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

ضلع بنوں کے پچاس یونین کونسلز میں سے بیس تا تیس یوسی سے سوال نامہ کی صورت میں معلومات جمع کی ہے۔ جن خواتین سے وراثت سے متعلق معلومات حاصل کیے ہیں ان میں زیادہ تر کی عمر ۲۵ سے اوپر یعنی ۳۵ تک ہے۔ اور شادی شدہ خواتین کی

شرح بھی زیادہ ہے یعنی ۲۵ فی صد اور غیر شادی شدہ کی شرح اس سے کم ہے۔ اسی طرح خواتین کی عصری و دینی علوم کا تجزیہ کیا گیا تو ان پڑھ خواتین کی شرح زیادہ ہے یعنی ۲۵ فی صد اور باقی عصری علوم یا حاصل کر چکی ہے یا کر رہی ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی شرح ۲۰ فی صد ہے۔ اور دینی علوم کی شرح بہت افسوس ناک ہے کیونکہ اتنا کم کہ نہ ہونے کے برابر ہے جس میں ۳ فی صد خواتین نے قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ سیکھنے سکھانے کے قابل ہے اور دینی مدارس سے فارغ التحصیل خواتین ۸ فی صد ہے۔ اور ۸۴ فی صد صرف ناظرہِ قرآن والی ہے اس کے علاوہ ان پڑھ ہیں۔

علم وراثت سے متعلق خواتین کی دینی علوم سے ناواقفیت

دینِ اسلام کے جملہ حقوق و علوم میں سے وراثت کا حق ایسا امتیازی حق ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے نہیں دیا ہے اور عورت کے لیے تو اور بھی زیادہ اہمیت و افضلیت کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ اسلام سے قبل عورت ایک حقیر اور مظلوم اور گری پڑی چیز سمجھی جاتی تھی اور وراثت کے حق سے مکمل طور پر محروم تھی، اسلام نے نہ صرف وراثت کا حق دیا بلکہ عورت کے حصے کو بنیاد بنا کر مرد کا حصہ مقرر کیا ہے لیکن افسوس کہ بحیثیت مسلمان ہم اس اہم ترین و ممتاز حکم (قانونِ وراثت) جو حدود اللہ میں شامل ہے سے اس قدر بے پرواہ اور غافل ہو چکے ہیں کہ یہ احساس و شعور تک نہیں کہ اس اہم حکم و قانون نہ سیکھا ہے اور نہ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو سوال نامہ کے ذریعے معلومات حاصل ہوئی ہے اس میں جواب دہندہ گان کا علم وراثت سے متعلق دینی علوم کی شرح بہت کم ہے، بنوں چونکہ خواتین کی تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ضلع ہے اس لیے جواب دہندہ گان زیادہ تر گھریلوں عورتیں ہیں اور ملازمت پیشہ عورتیں کم ہیں۔ یہاں اکثر خواتین کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی، والدین بچیوں کو خود گھر ہی میں ناظرہِ قرآن مجیدہ پڑھاتے ہیں۔ اس وجہ سے خواتین کو وراثت سے متعلق دینی آگاہی کی شرح ۲۷ فی صد، وراثت سے متعلق تفصیلی آگاہی ۳ فی صد جبکہ ابتدائی علم کے لحاظ سے ۶۷ فیصد عورتوں کو یہ پتہ ہے کہ شوہر کی میراث میں اولاد والی بیوہ کا آٹھواں حصہ ہے اور لاولد بیوہ کا چوتھائی حصہ ہے۔[8]

وراثت سے متعلق قانونی و عدالتی عدم آگاہی

جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا ہے کہ بنوں غریب اور تعلیم کے لحاظ سے پس ماندہ ضلع ہے جب قرآن کی بنیادی احکام جو بحیثیت مسلمان ہم پر فرض ہیں ان احکامات سے غفلت برتے ہیں تو قانونی آگاہی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس سے واقفیت ہوگی۔ سوال نامہ سے معلوم ہوا ہے کہ بنوں میں خواتین اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لیے قانونی علم سے واقفیت نہیں رکھتیں۔ ان میں صرف ۵ فی صد عورتوں تفصیلی معلومات ہے کہ قانون کے ذریعے کیسے وارثتی حق حاصل ہوتا ہے اور ۵۵ فی صد عورتوں کو صرف یہ معلوم ہے کہ بذریعہ قانون و عدالت عورت میراث میں اپنا حصہ لے سکتی ہے۔ باقی ۴۰ فی صد عورتوں کو بالکل علم نہیں ہیں کہ بذریعہ قانونی کاروائی وارثت کا حق حاصل کیا جاتا ہے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین کا بھی حق وراثت سے متعلق صورت حال قابل رحم ہے کیونکہ ان خواتین کی جن کو وراثت کا حق ملا ہے اس کی شرح بھی انتہائی کم ہے ان دونوں قسم کی عورتوں کی مجموعی شرح ۱۷ یا ۱۸ فی صد ہے، ضلع بنوں میں عمومی طور پر خواتین کو حقِ وراثت نہ دینے کا رواج ہے اس لیے جو غیر شادی شدہ خواتین ہیں ان کے لیے تو وراثت کا موضوع دلچسپ نہیں رہا اور نہ زیادہ معلومات دیتے ان کا کہنا ہے کہ جب حصہ دیتی نہیں تو کیوں اپنے لیے زندگی اجیرن کرے اور گھر والوں کو ڈیپریشن کا شکار کرے۔ اور جن خواتین کو سسرال یا والدین سے وراثت کا حق ملا ہے چاہے کم ہی ملا ہو انہوں نے بہت خوشی اور فخریہ انداز میں معلومات دی ہیں۔ اس طرح بذریعہ سوال نامہ یہ معلومات بھی سامنے آئے ہے کہ ضلع بنوں کے خواتین کا تقریباً ۹۵ فی صد یہ چاہتی ہیں کہ ان کو وراثت کا اپنا شرعی حق مل جائے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواتین اپنا حق چاہتی ہے لیکن مردوں کے برتاؤ اور تلخ رویّوں

،معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اپنے جائز حق کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور بعض عوامل س طرح ہے جو یہ حق ملنے میں حائل ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے معاشرے میں عموماً عورتوں کو حق وراثت سے محروم کیا جاتا ہے۔ان میں کچھ ایسی خواتین بھی پائی گئی جو اس لیے وراثت کا مطالبہ نہیں کرتی کہ پھر ہم نے بھی دینا ہوگا۔اسی طرح ۲۰فی صد غیر شادی شدہ اور ۵۵فی صد شادی شدہ خواتین نے میراث میں اپنے حصہ کا مطالبہ کیا بھی ہے اور کرنے کا ارادہ بھی ہے ۔ غیر شادی شدہ خواتین میں اُن خواتین نے میراث کا مطالبہ کیا ہے جو عمر رسیدہ تھیں اور مالی مشکلات کا شکار تھیں یا گھریلوں ناچاکی کی بناء میراث کا مطالبہ کی ہے۔اور شادی شدہ خواتین میں سے زیادہ ان خواتین نے سسرال سے میراث کا حصہ مانگی ہے جو سسرال میں اس کی زندگی خوش حال نہیں ہے اور ان کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور جو سسرال میں خوش ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے نہ مطالبہ کیا ہے اور نہ مطالبہ کرسکتی ہے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ مطالبہ کرنے سے زندگی اجیرن بن جائے گی۔ ہمارا معاشرہ چونکہ دین دار معاشرہ ہے لیکن شعوری طور پر دین سے دوری کے باعث عموماً حق تلفیاں ہوتی رہتی ہیں اور خصوصاً حق وراثت میں خواتین کے حقوق سلب کیے جاتے ہیں بذریعہ سروے معلوم ہوا ہے کہ ۹۵ فی صد عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ انہیں اپنا شرعی حصہ ملنا چاہیے لیکن ضلع بنوں ایک باؤنڈ اور روایت پسند ہے اور خواتین والدین اور بھائیوں سے بے پناہ اور بے لوث لگاؤ اور محبت کی وجہ سے اپنے شرعی حق کا مطالبہ کرنا مناسب نہیں سمجھتی اس لیے عدالت سے بھی رجوع نہیں کرتی الّا یہ کہ انتہائی مجبوری ہو کیونکہ یہاں عورتوں کا گھر سے نکلنا بری بات ہوتی ہے تو عدالت میں جانا تو بہت معیوب جانا جاتا ہے اس لیے دوران سروے ۳۳فی صد نے صرف زبان سے کہا ہے کہ اگر سسرال آسانی سے اپنا حصہ نہیں دے گی تو بذریعہ عدالت لینا ہوگی۔

محرومی کی عوامل میں سے ایک رسم ورواج ہے

اسی طرح بعض عوامل ایسے بھی ہے جن کی وجہ سے بنوں کے عوام نے اسلامی تعلیمات کو پس پُشت ڈال کر معاشرے میں رائج رسومات ورواج کو خاص درجہ اور فوقیت دی ہے اور ان کے مطابق فیصلے کرتے ہیں قرآنی تعلیمات کی پرواہ کیے بغیر۔ سروے کے دوران جب یہ سوال کیا گیا کہ ایسی کون سے عوامل ہیں جن کے بناء پر آپ وراثت کے حق سے محروم ہو تو ۴۰فی صد عورتوں نے یہ کہا کہ ہمارے ہاں یہ رواج نہیں کہ عورتوں کو وراثت میں حصہ دیا جائے لہٰذا ہم اس لیے نہیں مانگ سکتی۔ دوسرا بڑا سبب دین اسلام اور ان کی تعلیمات سے دوری ہے کیونکہ اگر معاشرے کی اکثریت قرآن وحدیث کی تعلیمات سے آگاہ ہو اور اس پر عمل پیرا بھی ہو تو ان احکامات کی پامالی نہ ہوتی اور عورت اس ظلم سے بچ جاتی اور مالی لحاظ سے مستحکم ہوتی اور مردوں کی طرف سے جبراً عورت کو حق وراثت سے محروم نہ کیا جاتا۔ سوال نامہ کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ بنوں کے اکثر رسم ورواج اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے جس سے عورتوں کو امن وحفاظت اور اسلام کے دی ہوئی حقوق نہیں مل رہی خصوصاً وراثت کا حق۔[9]

وراثتی حقوق سے محرومیت کے عمومی عوامل

سوال نامہ کے ذریعے بنوں کے معاشرے میں خواتین کی حق وراثت سے محرومیت کے عمومی عوامل واسباب کو بھی معلوم کیا ہے جن کے بارے میں خواتین نے مختلف عوامل کو وراثتی حق لینے میں رکاوٹ سمجھے ہیں۔ ۲۰فی صد خواتین نے بتایا کہ چونکہ ہم مشترکہ خاندانی نظام میں رہتے ہیں اور مرد سربراہ ہوتے ہیں تو وہ یہ نہیں چاہتے کہ باپ دادا کے جائیداد کو تقسیم کیا جائے اور اگر وہ تقسیم کر بھی لے تو صرف مردوں کو ابا واجداد کے جائیداد میں حصہ دار ٹھراتے ہیں عورتوں کو ان جائیداد میں شریک نہیں ٹھراتے تو اس لیے عورتیں بھی مجبوراً اپنا حصہ نہیں مانگتیں۔ ۴۰فی صد خواتین معاشرتی دباؤ کی وجہ سے وارثت سے محرومی پر راضی ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ اس خوف سے مطالبہ نہیں کرسکتی کہ معاشرے اور خاندان کی نگاہ میں بُری عورت شمار ہو نگی اور جو

عزت ملی ہے یہ ختم ہو جائے گی۔ ۲۰ فی صد نے یہ کہا ہے کہ عورتوں کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا اس لیے ہم مطالبہ نہیں کر سکتی۔ ۲۰ فی صد خواتین نے جہیز کو وراثت کا نعم البدل قرار دیا ہے ان خواتین نے بتایا کہ بموقع شادی والدین شادی کا خرچہ بھی کرتے ہیں اور پھر جہیز پر بھی بہت خرچہ ہوتی ہے تو مناسب نہیں ہوتا کہ اس کے بعد بیٹیاں وراثتی حق کا بھی مطالبہ کرے۔ والدین کا بھی یہ سوچ ہوتی ہے کہ شادی اور جہیز پر اچھا خاصا پیسہ لگایا تو بس وراثت کا حق اس میں ادا ہوا اور اسی طرح جہیز کو وراثت کا بدل بنا کر بیٹیوں کو وراثتی حق سے محروم کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ جہیز کے لیے رقم بھی لڑکیوں کے سسرال سے مانگتے ہیں اور سسرال کے پیسوں سے لڑکی کے لیے جہیز خریدتے ہے اسی طرح والدین اور بھائی شادی اور جہیز کے خرچے سے بھی آزاد ہو جاتے ہیں اور ساتھ وراثت کے حق بھی ان کو محروم کرتے ہیں تو بیچاری لڑکی کو معمولی گھریلی ناچاقی پر ساری عمر سسرال یہ طعنہ دیتی ہے۔ اگر والدین اور بھائی کو بیٹیوں کے حقوق کا احساس ہو تا تو معاشرے میں عورت دور جاہلیت کی طرح مظلوم اور حقیر نہ ہوتی۔ اسی طرح ایسے بھی بعض لوگ ہیں جو لڑکیوں کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور پھر شادی اور جہیز پر بھی اچھا خاصا خرچہ کرتے ہیں اور پھر یا تو والیدین اپنی زندگی میں لڑکے لڑکیوں میں جائیداد تقسیم کرتے ہیں یا پھر یہ وصیت کرتے ہے کہ یہ جائیداد مشترک ہے اور اس میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے، لیکن یہ بہت کم ایسا ہوتا ہے اور بہت کم ہی اس وصیت پر عمل کرتے ہے۔ ضلع بنوں میں جن خواتین نے خود وراثتی حق کا مطالبہ نہیں کرتی اور دست بردار ہوئیں ہیں اور سوال نامہ سے جو معلومات حاصل ہوئے ان کا صورتحال بھی افسوس ناک ہے ان میں سے بعض نے یہ بتایا کہ بدنامی کی وجہ سے وراثت کا مطالبہ کرنا نہیں کر سکتی کہ پھر معاشرے میں بری سمجھی جاؤں گی، بعض نے یہ بتایا کہ میکے والوں سے تعلقات خراب ہونے کی ڈر سے اپنا حصہ طلب نہیں کر سکتیں کہ میکے والے برا مانتے ہیں کہ اپنے والدین اور بھائیوں سے جائیداد لیتی ہے اور سسرال کو دیتی ہے، کیونکہ متعدد کیس ایسے ہوئے ہیں کہ میکے والے اتنے برہم اور ناراض ہوئے ہیں کہ لڑکی سے تعلقات ختم کرکے اور اس سے آنا جانا بھی ختم کر دیا ہے تو اس خوف سے بچاری عورت دست بردار ہوتی ہے اور اپنا حصہ بھائیوں کے منتقل کر دیتے ہے اور نہ چاہتے ہوئے یہ قربانی کرتی ہے۔ بعض خواتین نے یہ کہا ہے کہ میکے والے اگر برضاء ورغبت اپنا حصہ دیتے ہے پھر ہمیں انکار نہیں خوشی سے لینے کو تیار ہیں لیکن اگر ہم نے خود مطالبہ کیا تو میکے سے تعلقات نہ خوشگوار بنے گے[10]۔ بعض خواتین نے بھائیوں کو شوہروں پر زیادہ فوقیت دیتے ہیں اور بھائیوں کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور یہ سوچ رکھتی ہے کہ کیوں بھائیوں سے جائیداد لے کے ان کو غریب کرکے شوہر کے لیے مالی آسودگی بنائے اور بھائیوں کی نظروں میں اپنے آپ کو گرائے۔ بنوں چونکہ تعلیم وتربیت کی لحاظ سے ایک پسماندہ ضلع ہے اور دینی تعلیم کی شرح بھی بہت کم ہے اس لیے زیادہ تر خواتین کو یہ سوچ وشعور تک نہیں ہوتی کہ شریعت نے میراث کا ہمیں بھی حصہ دار ٹھرایا ہے اور نہ ان کو منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کا قطعی علم ہوتا ہے اس لیے وہ میراث میں اپنے حصے کا مطالبہ نہیں کرتی۔ جن خواتین نے مجبوری یا برضاء اپنا حق وراثت چھوڑا ہے اور خود اس حق سے دست بردار ہوئی ہیں اور بھائیوں کے نام اپنا حصہ منتقل کی ہے ان سے جو سوال نامہ پُر کیے اور نتائج کی صورت میں جو معلومات حاصل ہوئے ہیں ان میں سے ۹۰ فی صد خواتین نے یہ کہا ہے ہمیں والدین اور بھائیوں سے بہت دلی لگاؤ ہیں اور ہم ان کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتے اس لیے میراث میں اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرتے لیکن اگر والدین اور بھائی خوشی سے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جس طرح مرد حق دار ہوتے ہیں اسی طرح عورت بھی شریعت نے میراث میں حق دار ٹھرائی ہے حصہ دینے گے تو ہم بھی لینے گے اور انکار نہیں کریں گے، بعض خواتین نے یہ کہا کہ چونکہ ہمیں کوئی معاشی مسائل درپیش نہیں ہے اور مردوں پر معاشی ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہے اس لیے خواتین کو چاہیے کہ اپنا حصہ نہ لے۔ حق وراثت نہ ملنے پر زیادہ تر مسائل شادی شدہ خواتین کو درپیش ہوتی ہے اور ۳۰ فی صد خواتین نے بتایا کہ ہمارے زیادہ تر مسائل معاشی

مسائل ہیں اگر میکے نے وراثت میں حصہ دیا تو یہ مسائل حل ہوسکتے ہیں لیکن جب بھائی لوگ خوشی سے نہیں دیتے تو بذریعہ عدالت ہم نہیں لے سکتے کیونکہ اس سے اور مسائل جنم لیں گے۔ ان میں بعض خواتین نے یہ بتایا کہ ہمارے سسرال کے معاشی حالات بہتر نہیں ہے تو خاوند یہ چاہتے ہے کہ بھائیوں سے وراثتی حق کا مطالبہ کرے لیکن ہمیں پتہ ہے بھائی حصہ نہیں دیتے اس لیے مطالبہ نہیں کر سکتی جس کی وجہ سے خاوند سے تعلقات خوشگوار نہیں ہے اور زندگی بہت پریشان کن ہے۔ ۳۰ فی صد خواتین نے یہ بتایا ہے کہ بھائیوں کو اپنا وراثتی حق بخشوانے سے سسرال کی طرف سے کوئی تشدّد کا باعث نہیں بنتی مسائل تب جنم لیتے ہیں جب سسرال کی طرف سے یہ دباؤ ڈالا جائے کہ میکے سے اپنا حصہ مانگے، متعدد ایسی کیسز سامنے آئیں کہ شوہروں کی جانب سے بیوی پر اس لیے بہت تشدّد کیا جاتا ہے کہ والدین سے اپنا حصہ لائے اور بیوی کو مارنے پیٹنے کے بعد میکے لے جاکر کہا جاتا ہے کہ اپنا حصہ لاؤ تو والدین اس وجہ سے پریشان ہوتے ہیں کہ ابھی تو ہم زندہ ہے تو جائیداد کس طرح تقسیم کرے یا اگر تقسیم کرے تو سب کو حصہ دینا ہے اور کبھی کبھار بھائی یہ کہتے ہیے کہ ہم کس طرح اباواجداد کی جائیداد تقسیم کرے معاشرے میں ہمارے لیے عار ہوتا ہے کہ بہنوں کے لیے زمین جائیداد تقسیم کرتے ہے تو بیچاری عورت زمانہ جاہلیت کی طرح مظلومیت کے دن سہتے ہیں۔ ان خواتین سے جب یہ سوال کیا کہ اگر وراثت میں حصہ دیا گیا تو کیا یہ معاشی مسائل ختم ہوجائیں گے، اس سے متعلق ۸۰ فی صد خواتین نے یہ جواب دیا کہ ہاں یہ حق اگر خوشی سے مل جائے تو ہمارے معاشی مسائل کافی حد تک حل ہوسکتے ہیں اور ہم خود کسی حد تک خود کفیل ہوسکتے ہیں، مالی ضروریات پورے کرنے کے لیے مردوں پر انحصار کم ہوگا اور یہ وراثتی حق ہمارے سخت اور کھٹن حالات میں مدد و معاون ثابت ہوگی، اور معاشرتی طور پر بھی عورت کو تحفظ اور استحکام حاصل ہوگی اور خاوند کی نظر میں بھی قدر و منزلت بڑھ جائے گی اور نفسیاتی طور پر بھی عورت کو خود اعتمادی اور اطمینان نصیب ہوگی۔[11] بنوں کے خواتین وحضرات سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ کے علاقوں میں کسی سرکاری وغیر سرکاری تنظیموں نے خواتین کے وراثتی حقوق کے بابت آگاہی کا کوئی مہم چلائی ہے تو سب نے نفی میں جواب دیا ہے۔ اسی طرح جب یہ پوچھا گیا کہ کیا علماء وخطباء مسجدوں اور خطبوں میں خواتین کی حق وراثت سے متعلق اس کی اسلامی تناظر میں اہمیت بیان کی ہے اور لوگوں کو ان کی ادائیگی کی تاکید کی اور اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے قرآن وسنت میں جو وعیدیں ہیں ان سے لوگوں کو آگاہی دی ہے تو اس سوال کا بھی سب نے نفی میں جواب دیا۔[12]

خلاصہ بحث

اسلام سے قبل عورت دنیا کے مختلف مذاہب اور تہذیبوں اور سماج میں ایک مظلوم، حقیر اور گری پڑی چیز تصور کی جاتی تھی اور تمام حقوق سے محروم تھی، ہر نحوست اور ہر بُرائی کی جڑ بھی عورت قرار دی جاتی لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو نہ صرف عورت کو اعلیٰ وارفع مقام دیا بلکہ مرد کے ساتھ تمام حقوق میں حصہ دار بنایا اور میراث میں بھی عورت کو مرد کے ساتھ شریک کیا، اللہ تعالیٰ نے وراثت کا قانون جب بنایا تو عورت کے حصے کو بنیاد بنا کر مرد کے حصے کا تعین کیا اور دیگر مذاہب و قوانین کو ردّ کیا جو عورت کے متعلق بنائے گئے تھے۔ اسی طرح پاکستان کا قانونِ وراثت بھی عین اسلامی قانون وراثت کے مطابق ہے اور جس طر ح اسلام نے وراثت میں عورت کو حصہ دار ٹھرائی اس طرح پاکستانی قانون نے بھی عورت کو حصہ دار قرار دیا ہے اور ایسے قابلِ تعریف اقدامات کی ہے کہ عورت کو وراثت سے محروم کرنا آسان نہیں رہا، جو لوگ بھی جھوٹ، فریب یا مختلف حیلے بہانے سے عورتوں کو وراثت سے محروم کرنے کی کوشش کریں گے اور دعویٰ دائر کرے گا تو عدالت نے ایسی کڑی شرائط رکھی ہیں جس کے تحت وہ مضبوط دلائل پیش کریں گے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ضلع بنوں میں خواتین کا حقِ وراثت سے متعلق جائزہ لیا گیا ہے جو نہایت افسوس ناک اور ظلم پر مبنی ہے۔ عورتوں کو محروم کرنے کے لیے مختلف عوامل اختیار کیے جاتے

ہیں جس میں سماجی رسم ورواج ہے اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے عورت اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی دوسری طرف وراثت سے متعلق دینی و قانونی تعلیم سے عدم واقفیت کی بناء وراثتی حق سے محروم ہے اسی بعض عوامل ایسے بھی ہے جس کی وجہ سے مجبوراًعورت اپنے حق کے لیے آواز نہیں اُٹھاسکتی کہ پھر میکے سے تعلقات خراب ہو جائیں گے اور خواتین زمانہ جاہلیت کی طرح مختلف معاشی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کی شکار ہیں اور مظلومیت کے دن کاٹتی رہتی ہیں۔ جو خواتین سسرال میں خوش حال زندگی بسر کرتی ہیں ان کو اتنے مسائل کا سامنا نہیں ہے لیکن ان تمام معلومات سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ ضلع بنوں کے ۹۰ فی صد خواتین یہ چاہتی ہے کہ اسلام نے جب یہ حق دیا ہے تو ہم بھی چاہتے ہیں اور اگر مرد حضرات ہمیں رضا وخوشی سے یہ حق دیتا ہے اور دینے میں کوئی ناراضگی اور کشیدگی پیدا نہیں ہوتی تو ہم لینا چاہتے ہیں کیونکہ اس سے ہماری معاشی معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کافی حد تک ختم ہو سکتے ہیں۔

نتائج

سروے کے دوران حاصل شدہ معلومات کی تناظر میں محققہ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ضلع بنوں تو عام طور پر ایک دینی و مذہبی پہچان کا حامل ضلع ہے لیکن یہ تحقیقی سروے اس بات کا ثبوت دیتا ہے خواتین کے حق وراثت کا شعور اکثر طور پر کم ہے کہ یہ بھی حدود اللہ میں شامل ہے اور جن کو شعور ہے تو وہ مختلف عوامل اختیار کر کے خواتین کو محروم رکھتے ہیں۔ اسی طرح عملی میدان میں اسلامی تعلیمات و احکامات کو چھوڑے اور براہ کیے بغیر معاشرتی روایات اور رواج کو اپناتے ہیں۔ ہمارا ملک جو اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور اس میں ۱۹۶۲ء سے اسلامی قانون کی روشنی میں خواتین کا وراثتی حق تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود خواتین کی وارثت کے حوالے ایسے اقدامات نہیں کیے ہیں جس کے تحت یہ قانون بن جائے کہ جو خواتین بھی میراث کی مستحق ہے اس کو ہر حال میں اپنا حصہ دیا جائے گا۔ نہ دینی اور مذہبی تحریکوں و اداروں نے اس حوالے سے شعور و آگاہی کی ایسی کوشش کی ہے جو قابل ذکر ہو۔ ضرورت اب اس بات کی ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور ان تعلیمات میں خواتین کا حق وراثت بھی اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قانون کی روشنی میں پیش کیا جائے اور عملی زندگی میں اس کو پیش کیا جائے۔

References

[1] Al-Nisā' 4:8.
[2] Muftī Muhammad Shafī', *Tafsīr Ma'ārif al-Quran* (Karachi: Idārah al-Ma'ārif), 2:311.
[3] Muhammad Ismā'īl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Istanbul: Maktabah Islamia, n.d) Ḥadīth no: 2747.
[4] 2022-SCMR-13
[5] 2022-SCMR-64
[6] 2021 CLC 2094
[7] 2021 SCMR 19
[8] Fatima, *Research survey* (factors of women's disinheritance in Bannu, UC Kakki, dated 22 Jan 2022)
[9] Fatima, *Research survey* (UC khojari, dated : Dec 20 2021)
[10] Fatima, *Research survey* (UC Bharat, dated 10 Jan 2022)
[11] Fatima, *Research survey* (UC khojari, dated : Dec 20 2021)
[12] Fatima, *Research survey* (UC Gharhi sher khan, dated Feb 2nd. 2021)